

رسالت

عقیدہ توحید و رسالت لازم و ملزوم ہیں۔ کلید میں ان ہی دونوں باتوں کا ذکر ہے۔ مکی دین کی اصل اور بنیاد ہیں۔ خالق کائنات نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جو ذرائع عطا کیے ہیں ان میں رسالت سب سے بہترین، جامع اور شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ منصب رسالت خاص خدائی عطیہ ہے۔ کوئی شخص محض اپنی سعی و کوشش، لیاقت و صلاحیت کی بنا پر اس منصب تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ خاص انعام اور فضل الہی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

ترجمہ: یہ (نبوت و رسالت) اللہ کی مہربانی ہے جس کو چاہیے

عطا کرے اور اللہ بڑی مہربانی والا ہے۔ (سورہ جملہ)

معنی و مفہوم:

رسالت کے معانی پیغام (MESSAGE) اور رسول ﷺ کے معنی پہنچانے والا (MESSENGER) قاصد اور پیامبر کے ہیں شرعی اصلاح میں پیغام سے مراد اللہ تعالیٰ کا پیغام اور رسول ﷺ کا مطلب اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہے۔ رسول ﷺ کے لئے ایک دوسرا لفظ "نبی" بھی استعمال ہوتا ہے اور یہ لفظ نبوت مصدر سے نکلا ہے۔ عقیدہ رسالت و نبوت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے خاص خاص اور برگزیدہ بندوں کو مقرر کیا۔ یہ برگزیدہ انسان اللہ کے نبی اور رسول ﷺ کہلائے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور پیغام ہدایت کو انسانوں تک پہنچایا۔ اس فریضہ کو رسالت و نبوت کہتے ہیں۔

تحقیق کائنات، آفرینش آدم اور آغاز رسالت ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی ضروریات کے مطابق اس کائنات کی تخلیق کی ہے۔ انسانی زندگی کا آغاز جس انسان سے ہوا وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور خدا کے پہلے پیغمبر تھے۔ جس طرح باری تعالیٰ نے انسان کی ضرورت کے مطابق اس

کائنات میں مختلف نظام پیدا فرمائے۔ اسی طرح بہتر اور صحیح خطوط پر اس دنیا کی زندگی گزارنے کے لئے رسالت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ رسولوں کی رہنمائی انسانیت کیلئے ضروری اور لازم تھی۔ کیوں کہ اس کے بغیر انسان ان حقائق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ جن پر دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کو دنیا پر بھیجے ہوئے اعلان کر دیا تھا۔

فَلَمَّا أَتَيْنَاهَا إِتِهَا بَنِيهَا فَأَنشَأُوا لَهَا بَيْتًا فَهُمْ مُقْتَبِلُونَ فَذَكَرْنَا لَهُمْ عَذَابَنَا ذِكْرًا لَهُمْ فَهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

ترجمہ: ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے پیچے اترو۔ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت و رہنمائی آئے تو جو لوگ میری ہدایت پر چلیں گے ان پر کوئی اور خوف اور غم نہ ہوگا۔

سلسلہ رسالت:

رسالت کے اس سلسلہ کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اور اس کی انتہا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ ۲۴ ہزار اور دوسری کے مطابق ایک لاکھ چوالیس ہزار کے لگ بھگ پیغمبر مبعوث ہوئے۔ قرآن مجید میں جن انبیاء علیہ السلام کے نام آئے ہیں وہ یہ ہیں:

حضرت آدم، نوح، اور یس، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، داؤد، سلیمان، یونس، اسحق، ذوالکفل، الیاس، زکریا، یحییٰ، ایوب، ہود، صالح، شعیب، لوط، عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ ہیں۔

تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ سارے پیغمبروں کے بنیادی عقائد یکساں تھے۔ لیکن اب شریعت محمدی ﷺ کی اتباع اور پیروی قیامت تک انسانوں پر فرض ہے۔ انسان کی دنیاوی اور اخروی بھلائی اسی میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں۔

رسالت ﷺ کی ضرورت و اہمیت

(1) انسانی تربیت:

رسالت کے بغیر انسانیت کی رہنمائی ناممکن تھی۔ اگر ساری مخلوقات کے موصوفہ زندگی اور تعلیم و تربیت پر غور کیا جائے تو یہ چلتا ہے کہ انسانی تعلیم و تربیت کے لئے زیادہ موصوفہ کار ہے۔ بلکہ اس کی گرد سے دل تک کیلئے سکھانے کا عمل جاری رہتا ہے۔ لہذا اس ذمہ داری کو درپوش اور نبیوں نے بڑے حسن طریقے سے نبھایا۔

(2) انسانیت کی رہنمائی:

انسان اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ اشرف المخلوقات ہے۔ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔ علم، ہدایت و رہنمائی اور خدا کی احکام جاننے کے جو ذرائع علم انسان کو عطا کئے گئے ہیں ان میں عقل (Intelligence) اور عقلی استدلال (Reasoning) سرفہرست ہے جس کی بنا پر ہر انسان نے حیرت انگیز مادی ترقی کی۔ مگر یہ ذریعہ انسان کے بہت سے سوالات کا جواب دینے اور انسانی عقلی تشفی کے لیے ناکافی ہے مثلاً کائنات کیا ہے؟ انسان اور تخلیق کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا خالق کون ہے؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ آخرت کیا ہے اور اس قسم کے بہت سے سوالات ہیں جن کا تعلق بالبعد الطبیعیات سے ہے ایک اور ذریعہ جس کا تعلق قلبی مضامین سے ہے۔ اسے "وجدان" (Intuition) کہتے ہیں جو بہت کم اور خاص لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی عقل کی طرح محدود اور مبرا ہے۔

مگر ان ذرائع سے جو نتائج سامنے آتے ہیں۔ ان میں اختلاف اور تضاد عام ہے اور ان کی رسائی بھی محدود ہے۔ اور یہ تضاد اس بات کا عین ثبوت ہے کہ عقلی استدلال اور وجدان سے بالاتر ایک ایسے ذریعہ رہنمائی کی ضرورت ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ، تضاد اور اختلاف سے بالاتر اور پاک ہو۔ اور وہ ذریعہ "وحی" ہے جس نے رسالت اور نبوت کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی کی کیونکہ اس کا سرچشمہ خود علم الہی ہے جو ہر قسم کے قص اور خطا سے پاک ہے۔

(3) خدائی احکامات کی وضاحت:

اللہ کے پیغمبروں کو جو ہدایات دی جاتی تھیں وہ وحی کی صورت میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی تھیں۔ بعض انبیاء پر کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے۔ انبیاء کرام ان احکامات اور پیغامات الہی کی وضاحت کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہائی ہے۔

وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (سورہ النحل)

ترجمہ: اے نبی ہم نے یہ ذکر تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس چیز کی وضاحت کرو جو ان کی طرف بھیجی گئی ہے۔

(4) مثالی نمونہ:

اللہ کے رسول خدائی احکامات پر پہلے خود عمل پیرا ہوتے اور پھر اپنی امت کی رہنمائی فرماتے۔ اللہ کے یہ نیک بندے خدائی اصولوں پر مبنی ایک عملی مظاہرہ کرتے اور پھر اس پیغام الہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضور اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ (الاحزاب)

(5) رد طاغوت:

شیطان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور متکبر ہو گیا۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اللہ کے بندوں کو گمراہ کر دوں گا۔ اللہ نے شیطانوں کے جال سے انسانیت کو محفوظ کرنے کے لیے رسولوں کو بھیجا تا کہ ان کے فریب اور جعل سازی سے انسانوں کو بچایا جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ

البتہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ (یوسف)

شیطانی اور طاغوتی طاقتوں کے قائم کردہ نظام کے خلاف جہاد اور اللہ کے قانون کو قائم

کرنے کے لیے انبیاء کرام اور رسولوں کی ضرورت پیش آئی۔
(6) اتمامِ نجات:

تعلیمات اسلامی کے مطابق انسان کو اس جہان فانی میں کچھ وقت کے لیے بھیجا گیا ہے اور اس امتحان اور آزمائش کیلئے بھیجا گیا ہے کہ کون اچھے کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ اس دنیائے فانی کے بعد ایک نہ ختم ہونے والی زندگی کا آغاز ہوگا۔ جسے آخرت کہتے ہیں دنیاوی اعمال کے مطابق جزاء، سزا دی جائے گی۔ اگر رسول اور نبی نہ بھیجے جائے تو انسان کو اعتراض کا موقع ملتا۔ لیکن اللہ کے رسولوں نے انسانوں کی رہنمائی فرما کر حجت تمام کر دی تاکہ آخرت میں کوئی انسان یہ نہ کہہ سکے کہ اسے تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں نبی ہر قوم میں بھیجے گئے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَنْفَعُ أُمَّةً إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ (فاطر۔ آیت 24)

ترجمہ:- کوئی بھی قوم ایسی تھی جس میں کوئی خبردار کرنے والا نہ گزر چکا ہو۔

آیت نمبر (1)

| | | | | |
|-----------|----------------|-------|-------------|---------|
| مَا كَانَ | لِبَشَرٍ | أَنَّ | يُؤْتِيَهُ | اللَّهُ |
| نہیں | کسی آدمی کیلئے | کہ | اسے عطا کرے | اللہ |

کسی آدمی کیلئے ، یہ ثنائی نہیں کہ اللہ اسے کتاب

| | | | | | |
|------------|-------------|--------------|-------|---------|-----------|
| الْكِتَابِ | وَالْحِكْمِ | وَالنَّبِيِّ | ثُمَّ | يَقُولُ | لِلنَّاسِ |
| کتاب | اور حکمت | اور نبوت | پھر | وہ کہے | لوگوں کو |

اور حکمت اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے

| | | | | | |
|-----------|----------------|------------------|----------|-----------|--------------|
| كُونُوا | عِبَادًا لِّیْ | صُنُّوْا لِلّٰهِ | وَلَكِنْ | كُونُوا | رَبَّانِیْنَ |
| تم ہو جاؤ | میرے بندے | سوائے اللہ کے | اور لیکن | تم ہو جاؤ | اللہ والے |

تم اللہ کی بجائے میرے بندے ہو جاؤ لیکن (وہ تو یہی کہے گا) تم اللہ والے ہو جاؤ

| | | | | | |
|-----------|----------|-------------|------------|------------|----------|
| بِمَا | كُنْتُمْ | تَعْلَمُونَ | الْكِتَابِ | وَبِمَا | كُنْتُمْ |
| اس لئے کہ | تم | سکھاتے ہو | کتاب | اور اس لئے | تم |

اس لئے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور تم خود بھی

| | | |
|-----------|-----------|----------------|
| تَنْزِيلُ | رِسَالِیْ | آل عمران: (79) |
| پڑھتے ہو | | |

پڑھتے ہو

وضاحت:

مندرجہ بالا آیت میں درج ذیل نکات پیش کئے جا رہے ہیں۔

رسول انسانوں میں سے ہی تھے:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لیے ہمیشہ کسی انسان ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اللہ کے یہ رسول نہ فرشتے تھے نہ جنوں میں سے اور نہ کسی اور مخلوق سے ان کا تعلق تھا۔ بلکہ جب بھی کوئی رسول آیا اس نے بشر ہونے کا اعتراف کیا۔ اور نہ کسی ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی کسی

انسانی یا غیر انسانی شکل میں اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے آیا ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كَانَتْ لَكُمْ رُسُلُهُمْ خُذُوا زِينَتَكُمْ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ لَمْ يَرْسَلُوا إِلَيْكُمْ رِسْلًا فَهُمْ يَدْعُوا إِلَىٰ دِينِ اللَّهِ

ترجمہ:- ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم تمہارے ہی جیسے بشر ہیں۔

انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے لازم ہے کہ جو ہادی ہو وہ خود انسان کے حالات، مسائل، رجحانات و احساسات، جذبات و خواہشات سے پوری طرح واقف ہو۔ اور ان کیفیات سے دوچار ہوا ہو۔ نبی اور رسول ﷺ اسی جنس سے ہونا چاہیے جن کی ہدایت کے لیے اسے سمجھا جائے۔ انسان ہی انسان کے حالات و مسائل اور بنی تقاضوں کو پوری طرح سمجھ سکتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ نبی اور رسول انسانوں میں سے بھیجے۔

عصمت انبیاء کا بیان:

اس آیت میں دوسری اہم بات جس کی وضاحت کی جارہی ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت و عصمت ہے مطلب رسول اور نبی ہر قسم کے گناہ، شرک اور نفس پرستی سے مبرا ہوتے ہیں۔ وہ اپنے منصب رسالت سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کرتے وہ جو بھی کہتے ہیں وہی کچھ ہوتا ہے جس کا انہیں حکم کیا جاتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ وَهِيَ آتِيَةٌ مِنْ رَبِّكَ فَتَقَبَّلُهَا

نبی کا مقصد بعثت صرف اللہ کی ہدایت:

اس آیت پاک میں تیسری اہم بات یہ بتائی جارہی ہے کہ نبی کو بھیجے کا مقصد صرف یہی ہے کہ وہ لوگوں کو اس بات کا احساس دلانے کے وہ سب اللہ کے بندے بن جائیں۔ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ ایک انسان جو خود اللہ کا بندہ ہے وہ کسی دوسرے انسان سے کہے کہ تو میرا بندہ ہے کیونکہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے کتاب و حکمت سے سرفراز کیا ہو وہ اللہ کی بجائے اپنا بندہ بننے کی دعوت نہیں دے سکتا بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ اے لوگو! خدا اس سے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس کی

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نبوت و رسالت کے منصب پر سرفراز فرماتا ہے اور اس کو کتاب و حکمت عطا فرماتا ہے تو اس لئے کہ وہ لوگوں کو دوسروں کی بندگی اور غلامی سے چھڑا کر خدا کی بندگی میں لائے نہ کہ خدا سے چھڑا کر اپنا بندہ بنانے کی کوشش کرے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ جس کو خدا نے اپنے گلے کی تلاش کیلئے بھیجا وہ خود ہی اس کے گلے بھٹکانے والا بن گیا بھلا اس سے بڑی تہمت خدا کے رسول ﷺ پر اور کیا ہو سکتی ہے۔
توحید کی تعلیم:

نبی اور رسول ﷺ نے ہمیشہ توحید الہی ہی کی تعلیم دی ہے قرآن پاک میں ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (زخرف)

ترجمہ:- بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے صرف اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔
عقائد باطلہ کی تردید:

مولانا مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں وفد نجران کی موجودگی میں بعض یہود و نصاریٰ نے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ! کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اس طرح پرستش کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ ابن مریم کو پوجتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا معاذ اللہ کہ ہم غیر اللہ کی بندگی کریں یا دوسروں کو اس کی دعوت دیں حق تعالیٰ نے ہم کو اس کام کیلئے نہیں بھیجا اس بات پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔ اس میں نصاریٰ کے اس دعویٰ کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں ابدیت والوہیت مسیح کا عقیدہ ہم کو خود مسیح نے تعلیم فرمایا تھا اور ان مسلمانوں کو بھی نصیحت کر دی گئی جنہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ ہم اسلام کی بجائے آپ ﷺ کو سجدہ کریں تو کیا حرج ہے؟ اور اہل کتاب پر بھی تعریض ہو گئی جنہوں نے اپنے احبار و رہبان کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا۔

اس آیت سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہے کہ ایسی کوئی بات جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی بندگی بتاتی ہو وہ کسی نبی اور رسول کی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بات نبی اور رسول کی شان کے خلاف ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی بجائے اپنا بندہ بنانے کی کوشش کرے۔

آیت نمبر (2)

[illegible]

چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے

۱۰۰

یہ آیت دراصل مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔ مزید آگے۔

انسانی زندگی کے تمام معاملات پر محیط ہے۔

۱۵۰۱

نبی کی تربیت، دیکھ بھال اور پرورش اللہ تعالیٰ کی مگرانی میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول جو کچھ فرماتے ہیں وہ برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے احکام بیان فرماتے ہیں اور خود عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح پیغمبر کتاب اللہ کا شمار ہوتا ہے۔ امت کا معلم و مربی ہوتا ہے۔ امت کے لئے نمونہ تقلید ہوتا ہے۔ قانون الہی کا شمار ہوتا ہے۔ قاضی اور حاکم ہوتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو تمام انبیاء کے سپہ سالار اور ساری انسانیت کے قائد اور رہبر و رہنما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کو جو کمالات اور اعلیٰ صفات عطا کیے وہ علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے تھے نبی اکرم ﷺ کی ذات میں دو تمام مثالیں درج ہیں۔

ووقتاً شامل کر دیئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم واجب الاطاعت ہوتے ہیں:

نہی واجب الاطاعت ہوتے ہیں کیونکہ انہیں اپنی امت کے لئے ماڈل (نمونہ) انسان قرار دیا جاتا ہے۔ پرورش پروریت اور دیکھ بھال براہ راست اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ہوتی

ہے۔ وہ معصوم ہوتے ہیں، ان کا کردار بے داغ ہوتا ہے۔ امت کے لئے نمونہ تھلید ہوتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء۔ آیت ۸۰)

اور جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (الاحزاب۔ آیت ۸۱)

"اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے بڑی مراد پائی۔"

خدا کی خوشنودی کا حصول:

اللہ تعالیٰ کو اس کائنات میں سب سے زیادہ پیار حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے ہے اس کے بعد حضور ﷺ کے جسم اطہر سے نکلنے والے اعمال اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

"اے نبی کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو

اللہ تم سے محبت کریگا۔ (آل عمران پ ۳۔ آیت ۳۱)

آیت پاک سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ اگر مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو رسول ﷺ کی اطاعت کرو اس کے بدلے میں اللہ مومنین سے محبت رکھے گا لہذا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کیلئے آنحضور ﷺ کی اطاعت و پیروی نہایت ضروری ہے۔

اطاعت رسول کے بارے میں قرآنی احکامات:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (سورة النساء، آیت ۸۰)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الاحزاب، آت ۲۱)

ہے۔ وہ معصوم ہوتے ہیں، ان کا کردار بے داغ ہوتا ہے۔ امت کے لئے نمونہ تقلید ہوتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء۔ آیت ۸۰)

اور جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (الاحزاب۔ آیت ۸۱)

"اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے بڑی مراد پائی۔"

خدا کی خوشنودی کا حصول:

اللہ تعالیٰ کو اس کائنات میں سب سے زیادہ پیار حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے ہے اس کے بعد حضور ﷺ کے جسم اطہر سے نکلنے والے اعمال اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

"اے نبی کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو

اللہ تم سے محبت کریگا۔ (آل عمران پ ۳۔ آیت ۳۱)

آیت پاک سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ اگر مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو رسول ﷺ کی اطاعت کرو اس کے بدلے میں اللہ مومنین سے محبت رکھے گا لہذا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کیلئے آنحضور ﷺ کی اطاعت و پیروی نہایت ضروری ہے۔

اطاعت رسول کے بارے میں قرآنی احکامات:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (سورة النساء، آیت ۸۰)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الاحزاب، آت ۲۱)

”حقیق رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔“

اطاعت رسول ﷺ کے بارے میں احادیث:

آپ ﷺ نے فرمایا

(۱) جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس

نے اللہ کی نافرمانی کی۔

(۲) ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھو۔

رسول ﷺ کی اطاعت کا فائدہ اور اہمیت:

دنیا و آخرت کی تمام سعادتیں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی اطاعت سے وابستہ کر دی گئی ہیں۔ ہر عمل اور ہر ارشاد میں آپ کی تعمیل ہونی چاہیے۔ اس آیت میں صحیح اسلامی زندگی گزارنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ لہذا انسانوں کی دنیاوی اور اخروی زندگی کی کامیابی کا انحصار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر ہے۔ اسی لئے اسے بڑی مراد، کامیابی اور کامرانی کہا۔

آیت نمبر (3)

| | | | | | |
|-----------|-----------------|------------|------------|-----------------------|------------|
| الْيَوْمَ | اَكْمَلْتُ | لَكُمْ | دِينَكُمْ | وَأَتَمَمْتُ | عَلَيْكُمْ |
| آج | مکمل کیا میں نے | لئے تمہارے | دین تمہارا | اور پوری کر دی میں نے | تم پر |

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی

| | | | | | |
|-----------|---------------------|------------|--------------|--------|-------------|
| نِعْمَتِي | وَرَضِيْتُ | لَكُمْ | الْإِسْلَامَ | دِينًا | (المائد: 3) |
| نعمت اپنی | اور پسند کیا میں نے | لئے تمہارے | اسلام | دین | |

اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا

وضاحت:

۱۰ ہجری میں پیغمبر اسلام نے اپنا پہلا اور آخری حج ادا فرمایا اس موقع پر میدان عرفات میں ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں زندگی کے معاشرتی، معاشی، سیاسی اور فکری پہلوؤں کی اصولی اور بنیادی تعلیم دی اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آخری وحی:

اسی آیت کو مفسرین نے آنحضور ﷺ پر جو وحی کا سلسلہ غار حرا سے شروع ہوا تھا۔ اس سلسلہ کی آخری وحی قرار دیا ہے جیسا کہ اس آیت کے الفاظ سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں درج ذیل نکات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) تکمیل دین:

مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں۔ تکمیل دین سے مراد اصل دین کی تکمیل ہے جہاں تک اصل دین کا تعلق ہے اس کا آغاز حضرت آدم سے ہوا زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ، حالات اور حکمت کے تقاضوں کے مطابق مختلف انبیاء اور رسل پر یہ اترتا رہا یہاں تک کہ یہ آپ ﷺ پر کامل ہو گیا اس سے پہلے جو دین آئے وہ اسی دین کے اجزاء تھے انکی حیثیت پورے دین کی نہیں تھی پورے دین کی حیثیت صرف اسی دین کو حاصل ہے۔ اس حقیقت کے

اشارات پچھلے آسمانی صحیفوں میں بھی موجود ہیں جن کے حوالے اس کتاب میں بھی گزر چکے ہیں۔
(۲) تکمیلِ نعمت:

نعمت سے مراد دین اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے پسند فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت اسی دین کی ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

جہاں تک اس آخری امت پر اللہ کی نعمت کا تعلق ہے اس کا آغاز غارِ حرا کی پہلی وحی سے ہوا اور درجہ بدرجہ 23 سال کی مدت میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا اتمام فرمایا۔ چنانچہ اس مرحلہ میں آ کر ایک طرف اللہ کا دین بھی اپنے کمال کو پہنچ گیا دوسری طرف اس امت پر اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی پوری ہو گئی اس کا مجموعی نام اسلام ہے جو ہمیشہ سے اللہ کا دین ہے۔

(۳) پسندیدہ دین:

ارشاد ہوتا ہے۔

ان الدین عند الله الاسلام

بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہی ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صحیح طریقہ سے زندگی گزارنے کیلئے ایک دین عطا فرمایا ہے اس کا نام اسلام ہے یہی دین اللہ کا دین ہے یہی دین اس نے ابتداء سے تمام نبیوں اور رسولوں پر اتارا۔
ختم نبوت:

نبی ﷺ اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور اس قصرِ دین کے کونے کی آخری اینٹ ہیں اسی لیے اس آیت میں ختم نبوت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے رسالت و نبوت کا دروازہ بند ہو چکا۔ اب آپ ﷺ قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آج تک نہ کوئی نبی آیا اور نہ قیامت تک کوئی آئے گا جو دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور فریبی ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور امتی تشریف لائیں گے۔ جن کے متعلق کتب حدیث میں واضح نشانیاں موجود ہیں۔ اور ان کے ہمراہ روشن دلائل ہوں گے۔ انہیں نصرتِ خداوندی حاصل ہوگی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب-40)

ترجمہ: محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (سورہ احزاب)
آپ ﷺ کے ارشادات ہیں:

۱۔ "میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت اٹھے گی۔"

۲۔ "رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔"

آخرت

توحید، رسالت اور آخرت اسلام کے بنیادی عقائد ہیں۔ ہر نبی نے ان ہی عقائد کو ہمیشہ اپنی دعوت کا نقطہ آغاز قرار دیا۔ قرآن مجید میں آخرت کا بار بار ذکر کیا گیا ہے حتیٰ کہ توحید و رسالت کے ذکر سے بھی بڑھا ہوا ہے توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ آخرت کے عقیدے پر بھی ایمان لانا ضروری ہے عقیدہ آخرت کے بغیر بہتر اور صالح معاشرے کا قیام ممکن نہیں۔

معنی و مفہوم:

لفظ آخرت کے معنی سب سے پیچھے، آخر میں آنے والی، بعد میں آنے والی چیز یا پچھلی زندگی کے ہیں۔ یوم آخرت کا مطلب ہے پچھلا دن، اس کے مقابلہ میں لفظ "دنیا" ہے جس کے معنی قریب کی چیز۔ یہ دنیا جس میں ہم بستے ہیں یہ پہلی زندگی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسری زندگی ہے۔ جو موت کے بعد آئے گی۔ اسے آخرت کہتے ہیں آخرت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان موت کے بعد ہمیشہ کے لیے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ایک دن ایسا آئے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اس کے جسم سمیت زندہ کرے گا۔ پھر انسان کے نیک اور بد اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔ دنیا کی زندگی عارضی اور اخروی زندگی دائمی اور ابدی ہے۔

دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی کا پیش خیمہ ہے:

دنیا کی زندگی عارضی اور آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ انسان کی دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کا پیش خیمہ ہے۔ انسان کے اعمال کے پورے نتائج اس عارضی زندگی میں مرتب نہیں ہوتے بلکہ اس عارضی زندگی میں جیسے اعمال کئے جاتے ہیں ان کے حقیقی نتائج آخرت کی زندگی میں ظاہر ہوں گے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

الدنیا مزرعة الآخرة "دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

دنیاوی نظام قانی اور آخرت کا نظام دائمی ہے:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کی الگ الگ اپنی ایک عمر رکھی ہے۔ جس کے خاتمہ کے ساتھ وہ چیز ختم ہو جاتی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے ہر وقت یہ عمل ہو رہا ہے۔ دنیاوی زندگی

عارضی اور فانی ہے۔

سورۃ رَحْمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (رحمن آیت ۲۶)

"دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔"

اسی طرح ایک دن ایسا ہوگا جب کہ اس پورے نظام عالم کی عمر پوری ہو جائے گی اور یہ سارا نظام ختم ہو جائے گا اور اس کی جگہ ایک دوسرے نظام کا آغاز ہوگا جو دائمی ہوگا اور اس کی عمر کبھی بھی پوری نہ ہوگی۔

منکرین آخرت کے شبہات کا جواب قرآن کی روشنی میں:

جب قرآن مجید نے اخروی زندگی کا عقیدہ پیش کیا تو اس کے خلاف اس دور کے منکرین نے اعتراض کیا تھا وہ وہی تھا جو آج کے منکرین کرتے ہیں یعنی کہ یہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ناممکن ہے۔ ہم کس طرح تسلیم کریں جو مردے زمین میں گل سڑ گئے جن کے جسم خاک میں مل گئے۔ جن کے اجزائے جسم مٹی، ہوا اور پانی میں منتشر ہو گئے۔ ان کو دوبارہ زندگی کیسے ملے گی۔ مثلاً ان کا کہنا تھا۔

وَقَالُوا اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ اِنَّا لَنَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (اسجدہ۔ آیت ۱۰)

"اور انہوں نے کہا کہ جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے۔

تو کیا پھر نئے سرے سے پیدا ہوں گے۔"

مَنْ يُنْفِ الْوَعْدَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (یسین۔ 78)

"کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں"

قرآن کا طرز استدلال:

قرآن کائنات کے آثار و علامات میں سے ان چیزوں کو پیش کرتا ہے جو سب سے زیادہ واضح ہیں اور ان سے یہ استدلال کرتا ہے کہ جس بات کو تم بعید از عقل سمجھتے ہو وہ چاہے تمہاری عقل سے دور ہو مگر حقیقت میں ناممکن نہیں۔ انسان کو قرآن مجید یوں دعوت فکرو دیتا ہے کہ

مَلْ اِنِّى عَلٰى الْاِنْسَانِ حَنِیْنٌ فَمِنْ الذِّكْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّا تَذْكُرُ

"کیا انسان پر ایک ایسا وقت نہیں گزر راجبکہ وہ قابل ذکر چیز نہ تھا۔" (الذہر۔ 1)

دوسری آیت میں ارشاد ہے

لَنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ نُمِيتُكُمْ ثُمَّ نَحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (البقرہ۔ 28)

"تم مردے تھے تو خدا نے تم کو زندہ کیا پھر وہ تم کو موت دے گا

پھر زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

اب ہم ایک دوسرے انداز سے سوال کرتے ہیں کہ کیا نیکی کی جزا اور برائی کی سزا ہونی چاہئے یا نہیں ہر باشعور انسان اس بات کا اقرار کرے گا کہ ضرور ہونی چاہئے۔ جب انسانوں میں کوئی باشعور انسان اس بات کو ضروری قرار دیتا ہے کہ ہر ایک آدمی کو نیکی کا صلہ ملنا چاہئے اور ہر مجرم کو اپنے جرم کی سزا ملنی چاہئے تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منصف ذات بھی یہی چاہے گی کہ میں اپنے اطاعت گزار بندوں کو اجر عظیم سے نواز دوں اور باغیوں کو ان کی بغاوت کی سزا دے دوں۔

دنیا میں تو بہت سے نیک لوگوں کو اپنی نیکیوں کا کوئی بدلہ نہیں ملتا بلکہ ان پر مصائب اور آزمائشیں آتی ہیں اور بہت سے برے افراد کو برائی پر کوئی سزا نہیں ملتی بلکہ وعیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں نیکی کی جزا اور برائی کی سزا کا کوئی انتظام نہیں تو پھر ضروری ہے کہ کوئی اور زندگی ہو جس میں ہر ایک اعمال کے مطابق اسے بدلہ ملے اور یہی آخرت کی زندگی ہے جس کا اللہ تعالیٰ کی منصف ذات نے انتظام کیا ہے اور اسے "یوم الدین" (بدلہ کا دن) دار الآخرة (آخرت کا گھر) کے ناموں سے انسانوں کو یاد دلایا ہے۔

آیت نمبر (1)

| | | | | | | | | | |
|-----------------------|----------|---------------|-----------|------------|--------|-----------------|----------|----------------------|---------------------------|
| يَا أَيُّهَا النَّاسُ | اے لوگو! | إِنْ كُنْتُمْ | اگر تم ہو | فِي رَيْبٍ | شک میں | مِّنَ الْبَعْثِ | جی اٹھنا | فَإِنَّا خَلَقْنَاهُ | بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا |
|-----------------------|----------|---------------|-----------|------------|--------|-----------------|----------|----------------------|---------------------------|

اے لوگو اگر تم (قیامت کے دن) جی اٹھنے سے شک میں ہو تو (سوچو) ہم نے تمہیں

| | | | | | | | | | | | |
|---------------|--------|-------|-----|----------------|---------|-------|-----|---------------|-----------------|-------------|--------|
| مِّنْ تُرَابٍ | مٹی سے | ثُمَّ | پھر | مِنْ نُّطْفَةٍ | نطفہ سے | ثُمَّ | پھر | مِنْ عَلَقَةٍ | جھے ہوئے خون سے | ثُمَّ مِّنْ | پھر سے |
|---------------|--------|-------|-----|----------------|---------|-------|-----|---------------|-----------------|-------------|--------|

مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے، پھر جھے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی بونی سے

| | | | | | | | | | | | |
|----------|----------|------------|------|----------|----------|------------|------|--------------------|-----------------|---------------------------|--------------------|
| مُضْغَةٍ | گوشت کی | فُخْلَقَةٍ | صورت | وَعِذْرٍ | اور بغیر | فُخْلَقَةٍ | صورت | لِّنَبِّينَ لَكُمْ | تاکہ ہم ظاہر کر | وَنُقَرِّفِي الْأَرْحَامِ | اور ہم ٹھہراتے ہیں |
| بونی | بنی ہوئی | بنی | بنی | بنی | بنی | بنی | بنی | بنی | بنی | بنی | بنی |

صورت بنی ہوئی اور بغیر صورت بنی (ناکمل) تاکہ ہم تمہارے لئے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں اور ہم (ماؤں) کے رحموں میں

| | | | | | | | | | | | | | |
|-----|----|-----------|----------|--------|----|--------|-----|---------|-------|-------|-----|--------------|---------------------|
| مَا | جو | نَشَأُوْا | ہم چاہیں | إِلَىٰ | تک | أَجَلٍ | مدت | مُسَيِّ | مقررہ | ثُمَّ | پھر | نُخْرِجُكُمْ | ہم نکالتے ہیں تمہیں |
|-----|----|-----------|----------|--------|----|--------|-----|---------|-------|-------|-----|--------------|---------------------|

جو چاہیں ایک مدت تک ٹھہراتے ہیں، پھر ہم تمہیں نکالتے ہیں،

| | | | | | | | | | | | | | |
|---------|-----|-------|-----|--------------|---------------|-------------|------------|------------|---------------|------|------|-------------|----------------|
| طِفْلًا | بچہ | ثُمَّ | پھر | لِتَبْلُغُوا | تاکہ تم پہنچو | أَشْدَّكُمْ | اپنی جوانی | وَمِنْكُمْ | اور تم میں سے | مَنْ | کوئی | يُتَوَفَّىٰ | فوت ہو جاتا ہے |
|---------|-----|-------|-----|--------------|---------------|-------------|------------|------------|---------------|------|------|-------------|----------------|

بچہ (کی صورت میں) تاکہ پھر تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی (عمر طبعی سے قبل) فوت ہو جاتا ہے

| | | | | | | | | | | | | | |
|------------|---------------|------|------|---------|-----------|--------|----|----------|------|-----------|-----|-----------|------------|
| وَمِنْكُمْ | اور تم میں سے | مَنْ | کوئی | يُرَدُّ | پہنچتا ہے | إِلَىٰ | تک | أَرْدَلٍ | لمبی | الْعُمُرِ | عمر | لِكَيْلَا | تاکہ وہ نہ |
|------------|---------------|------|------|---------|-----------|--------|----|----------|------|-----------|-----|-----------|------------|

اور تم میں سے کوئی پہنچتا ہے لمبی عمر تک تاکہ وہ

| | | | | | | | | | | | | | |
|----------|------|------|----|--------|-----|--------|-------|---------|-----|----------|------------------|-----------|------|
| يَعْلَمَ | جانے | مِنْ | سے | بَعْدَ | بعد | عِلْمٍ | جاننا | شَيْئًا | کچھ | وَتَرَىٰ | اور تو دیکھتا ہے | الْأَرْضَ | زمین |
|----------|------|------|----|--------|-----|--------|-------|---------|-----|----------|------------------|-----------|------|

جاننے کے بعد کچھ نہ جانے اور تو زمین کو دیکھتا ہے

| | | | | | | | | |
|----------|--------------|------|-------|------|-------------|-------------|----|-----|
| روقی | جوزا | کا | (قسم) | ہر | لالی | اکا | دو | اور |
| روقی دار | جوزا | زوق | خلل | من | پڑی ہوئی | چک پڑی ہوئی | | |
| بھینچو | جوزا | زوق | خلل | من | چمب | چمب | | |
| افترگ | دوتا زور گتی | پانی | اس پر | اتنا | ہم نے اتارا | ہم نے اتارا | | |
| ولایت | اور کراچی | پانی | اس پر | اتنا | ہم نے اتارا | ہم نے اتارا | | |
| | | | | | | | | |

وضاحت:

عقیدہ آخرت کی اہمیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْحَبِيبَةُ أَتَيْنَاكَ عِشَاءً وَنَاكَ الْيَمِينَا لَنَرْجِعُونَ (مؤمنون - 115)

ترجمہ: کیا تم نے یہ خیال کر لیا کہ ہم نے تمہیں عبث پیدا کیا اور یہ کہ

تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

آخرت میں انسان سے سوالات کئے جائیں گے کہ عمر کہاں اور کن کاموں میں گزار دی
مال کہاں سے کیا اور کہاں خرچ کیا۔ جتنا علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا حقوق اللہ و حقوق العباد
کوکس حد تک پورا کیا۔ فرائض کی ادائیگی میں کہاں تک کوشش کی پھر انسان کے نیک و بد اعمال

اس عقیدے کی کمزوری انسان کی تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے۔ سیاست معاشرت، معیشت اور تجارت سب ہی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ملاوٹ، بے ایمانی و خیرہ اندوزی جیسی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ مادی معاشی دور میں ایک دوسرے کے حقوق غضب کئے جاتے ہیں۔ اخلاق فاضلہ چھوڑ کر اخلاق زلیکہ کو اختیار کیا جاتا ہے۔

زندگی صرف دنیاوی زندگی کا نام ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایک

دوسری زندگی کا آغاز ہوگا جو دائمی اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہوگی۔ مندرجہ بالا قرآنی آیت میں لوگوں کے اسی شبہ کو دور کرنے کیلئے انسان کو اس کے پیدائشی مراحل کی طرف متوجہ کرایا جا رہا ہے کہ ذرا وہ اپنی پیدائش پر غور کرے کہ جب وہ کچھ نہ تھا تو اللہ نے اسے ایک خوبصورت جسم عطاء کیا۔ تو کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اس جسم کو ختم کرنے کے بعد اسے اسی حالت میں دوبارہ اٹھا سکے بلکہ ایسا کرنا تو اس کے لئے زیادہ آسان ہے۔

عقلی استدلال:

کائنات کی بے شمار مثالیں آنکھوں کے سامنے ہیں۔ بے جان زمین کس طرح بارش کے ذریعے کس طرح سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ زمین سے بہت سی گھاس، پھول اور پودے ایسے ہیں جنہیں کوئی انسان نہیں بوتا۔ لیکن وہ پھر بھی اگ جاتے ہیں جنہیں خود رو کہتے ہیں۔ کئی فصلیں ایسی ہیں جن کو سال بہ سال کاٹ لیتے ہیں اور وہ اگلے سال پھر پھوٹ جاتی ہیں درخت موسم خزاں میں بالکل خشک لکڑی کی طرح ہو جاتے ہیں۔ مگر موسم بہار میں دوبارہ سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں۔ اس سائنٹفک دور میں یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ کہ کائنات میں بے جان عناصر سے زندگی پھوٹی ہے۔ خود انسان ذرا اپنی تخلیق کے مراحل پر غور کرے۔ نباتات و حیوانات کی پیدائش اور زمین و آسمان کے مشاہدے سے پتہ لگتا ہے کہ جب خالق کائنات نے پہلی بار تخلیق کے عجیب کرشمے دکھائے ہیں تو تمہیں دوبارہ زندگی دینا کیوں ممکن نہیں۔

تخلیقی مراحل کے ذریعہ دوبارہ اٹھانے کا یقین:

ان آیات میں انسان کی پیدائش کے مختلف اطوار زمین پر بارش کے اثرات اور نباتات کی پیداوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا جا رہا ہے کہ پورے نظام کائنات کو چھوڑ کر اگر انسان اپنی پیدائش پر غور و فکر کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے سات مراحل کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن اگر ہر مرحلہ پر غور کیا جائے تو دل یہی گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے کہ وہ کس کی تکمیل کرتا ہے اور کسے خون کے لوتھڑے، یا گوشت کی بوٹی یا نامکمل بچے کی صورت میں ساقط کر دیتا

ہے وہی یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کس کو زندہ نکالنا ہے اور کس کو مردہ کس کو اچھی صورت اور کس کو بد صورت بنانا ہے کس کو کتنے درجے کی صلاحیتوں سے نوازنا ہے کس نے کم عمری میں مرنا ہے اور کس کو لمبی مدت جینا ہے ان تمام چیزوں پر اس اللہ ہی کا حکم غالب ہے۔

گمان باطل:

چنانچہ جو ہستی اتنی بڑی قدرت رکھتی ہے اس ہستی کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا مشکل ہے یہ صرف گمان باطل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَدْرِ عَلٰی اَنْ يُخَيِّطَ الْمَوْتٰی (قیامہ-40)

کیا اللہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

آیت نمبر (2)

| | | | | | |
|------------|----------|------|------------|----------|---------------|
| وَاتَّقُوا | يَوْمًا | لَّا | تَجْزِي | نَفْسٌ | عَنْ نَفْسٍ |
| اور ڈرو | اس دن سے | نہیں | کام آئے گا | کوئی شخص | سے کسی جان کے |

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی کے کچھ

| | | | | | |
|---------|--------|----------------|---------|-----------|--------|
| شَيْئًا | وَلَا | يُقْبَلُ | مِنْهَا | شَفَاعَةٌ | وَلَا |
| کچھ | اور نہ | قبول کی جائیگی | اس سے | سفارش | اور نہ |

کام نہ آئے گا، نہ کسی کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ

| | | | | | |
|----------------|---------|--------|--------|------|-------------------|
| يُؤْخَذُ | مِنْهَا | عَدْلٌ | وَلَا | هُمْ | يُنْصَرُونَ |
| قبول کی جائیگی | اس سے | بدلہ | اور نہ | وہ | مدد دیئے جائیں گے |

ان سے معاوضہ (بدلہ) قبول کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

| | | | | | |
|--------|---------------------|----------------------|----------------|-------|-----------|
| وَإِذْ | نَجَّيْنَاكُمْ | مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ | يَسُومُونَكُمْ | سُوءَ | العَذَابِ |
| اور جب | نجات دی ہم نے تم کو | سے قوم فرعون | دیتے تھے تم کو | برا | عذاب |

اور جب ہم نے تمہیں قوم فرعون سے نجات دلائی وہ تم کو برا عذاب دیتے تھے

| | | | | | |
|--------------|---------------|-----------------|---------------|------------|------------|
| يَذْبَحُونَ | اَبْنَاءَكُمْ | وَيَسْتَحْيُونَ | نِسَاءَكُمْ | وَفِي | ذَلِكُمْ |
| ذبح کرتے تھے | بیٹوں تمہارے | اور زندہ رکھتے | عورتیں تمہاری | اور اس میں | تمہارے لئے |

تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے اور اس میں تمہارے لئے

| | | | |
|---------|---------------------|----------------|----------------------|
| بَلَاءٌ | مِّن رَّبِّكُمْ | عَظِيمَةٌ ﴿٤٨﴾ | (سورة البقرہ: 47-48) |
| آزمائش | تمہارے رب کی طرف سے | بڑی | |

تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

وضاحت:

درج بالا آیات میں ایک ایسے دن کی خبر دی جا رہی ہے جب تمام انسان اللہ کے حضور حاضر ہونگے اور ہر ایک کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اور نہ ہی کسی سے کوئی جزیہ یا سفارش قبول کی جائے گی۔ اس دن تنہا اللہ تعالیٰ کی حکومت ہوگی۔

بنی اسرائیل کی اعتقادی گمراہی:

اس آیت سے پہلے بنی اسرائیل کی اعتقادی خرابیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل وہ قوم تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے بہت سے انعامات کیے لیکن وہ نافرمانیوں میں حد سے بڑھتے رہے جس کی بنیادی وجہ عقیدہ آخرت کی خرابی تھی۔

عقیدہ آخرت:

بنی اسرائیل کے بگاڑ کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آخرت کے متعلق ان کے عقیدے میں خرابی آگئی۔ وہ اس طرح کے خیالات خام میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ہم جلیل القدر انبیاء کی اولاد ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء اور صفحاء سے نسبت رکھتے ہیں۔ ہماری بخشش تو انہیں بزرگوں کے صدقے میں ہو جائے گی۔ ان کا دامن گرفتہ ہو کر بھلا کوئی سزا کیسے پاسکتا ہے۔ انہی جھوٹے بھروسوں نے ان کو دین سے غافل اور گناہوں کے چکر میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس لئے نعمت یاد دلانے کے ساتھ فوراً ہی ان کی ان غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔ "(تفہیم القرآن)

عبدالماجد دریا آبادی تفسیر ماجدی میں لکھتے ہیں کہ:

یوماً اس دن سے مراد ظاہر ہے کہ یوم قیامت ہے۔ قیامت کی یاد بڑے حکیمانہ انداز پر

دلائی گئی ہے۔ حشر و نشر، جزا و سزا کا عقیدہ جو انسان کے دل میں مسئولیت اور ذمہ داری کی روح ہے۔ اسرائیلیوں کے نہ صرف دلوں سے بلکہ ان کے مقدس کتابوں اور نوشتوں سے مٹ چکا تھا۔ آگے روز قیامت کے جو اوصاف بیان ہو رہے ہیں۔ اسرائیلی عقیدہ میں ان اوصاف کی تردید کی گئی ہے۔

لا تجزى نفس عن نفس اس سے مقصود اس اسرائیلی عقیدہ کی

تردید ہے جو آج تک جیوش انسائیکلو پیڈیا میں ان الفاظ میں لکھا جاتا ہے۔
"بہت سے لوگ اپنے اسلاف (بزرگوں) کے اعمال حسنیٰ کی بناء پر بخش دیے جائیں گے۔" (جلد نمبر ۳، ص ۴۴)
شیئا ولا یقبل منها شفاعۃ جس صورت میں کہ موت حالت کفر پر اور عدم ایمان میں ہوئی ہو یہاں بھی تردید ہے اس اسرائیلی عقیدہ کی کہ عمل اور عقیدے کیسے ہی ہوں بہر حال اپنے اسلاف کرام سے شفاعت کر کے بخشوا ہی لیں گے۔ شفاعت اور ایک شفیع مستقبل کا یہی وہ مبالغہ آمیز تخیل ہے جس نے مسیحیت میں اگر انتہائی شکل اختیار کر لی اور کفار ہی کی طرح شفاعت پر مسیحیت کی بنیاد ہے۔
ہر آدمی جواب دہ ہے:

یہود چونکہ اپنے آپکو انبیاء زادے سمجھتے ہوئے کہتے تھے ہمارے اعمال کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو ہمیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی اور اگر انہیں جہنم میں ڈالا بھی گیا تو صرف چند دن کیلئے ڈالا جائے گا یا پھر ہم اپنے بزرگوں سے سفارش کروا کر اپنے آپکو بخشوا لیں گے۔ یہود کے اس باطل نظریہ کی تردید قرآن نے اس طرح فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے

لا تزدوا ذرۃ و ذرۃ اخوی

ترجمہ: کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہر آدمی اپنے اعمال کا خود ہی ذمہ دار ہے۔ جو آدمی بوئے گا وہی کاٹے گا
اللہ تعالیٰ کا ان سے اس طرح کا کوئی وعدہ نہیں۔
گمراہ کن عقائد کی تردید:

قیامت کے دن کوئی آدمی اللہ کی مرضی کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا مندرجہ بالا آیت میں سفارش، معاوضہ، معاونت اور کسی کا بوجھ اپنے اوپر نہ لینے کی جو شکلیں بتائی گئی ہیں یہی

| | | | | | |
|------|----------------|-----------------------|--------|--------|-------------------|
| عَنْ | عَبْدِ اللَّهِ | رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ | قَالَ | قَالَ | رَسُولُ اللَّهِ ﷺ |
| سے | عبداللہ | رضی اللہ عنہ | فرمایا | فرمایا | رسول اللہ ﷺ |

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

| | | | | |
|--------|------------|-----------|--------|--------------|
| كَسْبُ | الْحَلَالِ | فَرِيضَةٍ | بَعْدَ | الْفَرِيضَةِ |
| کمانا | حلال | فرض | کے بعد | اولین فریضہ |

رزق حلال کمانا فرض نماز کے بعد اولین فریضہ ہے
تشریح:

معاشرے میں انسان کئی طریقے سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے اسلام نے کسب حلال کی تلقین کی ہے جائز ذرائع سے نیک نیتی کے ساتھ چیزوں کو حاصل کرنا کسب حلال ہے نیک نیتی سے چوری جائز نہیں اور نہ ہی جائز پیسوں سے سود کھانا حلال ہے۔ بہر حال کسب حلال وہی ہے جس کے وسائل حلال ہوں، نیت درست ہو جو کچھ حاصل کیا گیا وہ بھی حلال ہو۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

"اے رسول پاک چیزوں سے کھاؤ" (المومنون 51)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

"ہر مسلمان پر طلب حلال فرض ہے"

احادیث:-

احادیث میں کسب حلال کی تلقین اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایک دفعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے کہا کہ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میری دعائیں قبول ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسب حلال کرو آپ کی دعائیں قبول ہوں گی۔

حدیث نمبر 2 ایماندار تاجر کا اجر

| | | | | | |
|------|-------|---------|--------|--------|-------------------|
| عَنْ | أَبِي | سَعِيدٍ | قَالَ | قَالَ | رَسُولُ اللَّهِ ﷺ |
| سے | ابو | سعید | فرمایا | فرمایا | رسول اللہ ﷺ |

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

| | | | | | |
|------------|------------|------------|------|--------------|-----------------|
| التَّاجِرُ | الصَّدُوقُ | الْأَمِينُ | مَعَ | النَّبِيِّنَ | وَالصَّادِقِينَ |
| تاجر | صادق | ایماندار | ساتھ | انبیاء | صدیقین |

سچا اور ایماندار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء

| | | | | | |
|----------------|----------------|----------------|----------------|----------------|----------------|
| وَالشُّهَدَاءِ | وَالشُّهَدَاءِ | وَالشُّهَدَاءِ | وَالشُّهَدَاءِ | وَالشُّهَدَاءِ | وَالشُّهَدَاءِ |
| اور | شہداء | شہداء | شہداء | شہداء | شہداء |

کے ساتھ ہوگا۔

موضوع اور مرکزی تعلیم:

اس حدیث کا موضوع سچے تاجر کی فضیلت بیان کرنا ہے اور اس کی مرکزی تعلیم اپنے تمام کاروباری معاملات میں بالخصوص اور غیر کاروباری معاملات میں بالعموم صداقت اور امانت پر عمل کرنا ہے اور اس عمدہ عمل پر اعلیٰ ترین بشارت سنانا ہے۔

تشریح:

تجارت کی فضیلت:-

اسلام نے تجارت کی بڑی فضیلت بیان کی ہے قرآن حکیم نے اسے اولین رزق حلال کا درجہ دیا ہے اور اس کی ترغیب دلائی ہے۔

إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (النساء ۲۹)

یہ کہ باہمی رضامندی سے تمہارا تجارتی لین دین ہے (یہ عین حلال ہے)
طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة (کتاب البیوع مشکوٰۃ)

حضرت مقداد بن معدی کرب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

| | | | | |
|--------|-------------------|------|--------|----------|
| قَالَ | رَسُولُ اللَّهِ ﷺ | مَا | أَكَلَ | أَحَدُهُ |
| فرمایا | رسول اللہ ﷺ | نہیں | کھایا | کسی ایک |

حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے لیے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں

| | | | | | |
|----------|-------|---------|------|---------------|------|
| طَعَاماً | قَطُّ | خَيْرًا | مِنْ | أَنْ يَأْكُلَ | مِنْ |
| کھانا | ہرگز | بہتر | سے | کہ کھائے | سے |

کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کام

| | | | | | |
|--------|-----------|-------------------------|---------|---------------------|-------|
| عَمَلٍ | يَدَيْهِ | وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ | دَاوُدَ | عَلَيْهِ السَّلَامُ | كَانَ |
| عمل | اپنے ہاتھ | بے شک اللہ نے نبی | داؤد | علیہ السلام | تھے |

کر کے کھائے بے شک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں سے

| | | | | | |
|----------|------|--------|------------|------|---------|
| يَأْكُلُ | مِنْ | عَمَلٍ | يَدِهِ | رواہ | البخاری |
| کھاتے | سے | عمل | اس کے ہاتھ | | |

حدیث میں آتا ہے

بہترین کمائی ہاتھ کی کمائی ہے بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کماتا روزی حاصل کرتے۔
ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو محنت کر کے روزی کمائے۔"

حدیث نمبر 4..... پانچ سوال

| عَنْ | ابْنِ | مَسْعُودٍ | عَنِ النَّبِيِّ | ﷺ | قَالَ |
|------|-------|-----------|-----------------|---|-------|
| سے | بیٹا | مسعود | نبی کریم | ﷺ | کہا |

حضرت عبداللہ اب مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

| لَا تَزُولُ | قَدَمَا | ابْنِ آدَمَ | يَوْمَ الْقِيَامَةِ | حَتَّى | يُسْئَلَ |
|--------------|-----------|-------------|---------------------|------------|------------------|
| نہیں ہٹیں گے | دونوں قدم | ابن آدم | قیامت کے دن | یہاں تک کہ | سوال کر لیا جائے |

ابن آدم کے قدم قیامت کے دن اس وقت تک نہ ہل سکیں گے جب تک کہ اس سے

| عَنْ | خَمْسٍ | عَنْ عُمَرِ | فِيْمَا | أَفْتَاهُ | وَعَنْ |
|------|--------|-------------|---------|-----------|--------|
| سے | پانچ | عمر کے بارے | کس میں | فتا کردی | اور سے |

پانچ باتوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے گا اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں گزارا،

| شَبَابِهِ | فِيْمَا | أَبْلَاهُ | وَعَنْ | مَالَهُ | مِنْ |
|------------|---------|-----------|--------|-----------|------|
| اسکی جوانی | کس میں | گزارہ | اور سے | اس کا مال | سے |

اس کی جوانی کے بارے میں کہ کس کام میں گزاری اور اس کے مال کے بارے

حدیث نمبر 5 بہترین زمانہ کے بارے میں

| | | | | | |
|---|-----------|---------------|-----------------------|-----------------------------|-------|
| عَنْ | عِمْرَانَ | بْنِ حُصَيْنٍ | رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ | قَالَ | قَالَ |
| سے | عمران | بن حصین | رضی اللہ عنہ | کہا | کہا |
| عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا | | | | | |
| رَسُولُ اللَّهِ ﷺ | خَيْرٌ | أُمَّتِي | قَرْنِي | ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ | |
| رسول اللہ ﷺ | بہتر | لوگ | میرا زمانہ | پھر ان کے قریب | کلگ |

کہ میری امت میں سب سے بہتر میرا زمانہ، پھر میرے بعد میں آنے والوں کا،

| | | | | | |
|-----------------------------|-----------------|---------------|----------------|--------|--------------|
| ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ | قَالَ عِمْرَانُ | فَلَا أَدْرِي | أَذْكَرَ | بَعْدَ | |
| پھر ان کے قریب | کے لوگ | عمران نے کہا | میں نہیں جانتا | ذکر | اس کے بعد کا |

پھر ان کے بعد آنے والوں کا۔ عمران نے کہا کہ میں یہ بھول گیا کہ آپ نے اپنے

| | | | | | |
|---------------------|---------------|-------|-----------------|---------|--------------|
| قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ | أَوْ ثَلَاثًا | ثُمَّ | إِنْ بَعْدَهُمْ | قَوْمًا | يَشْهَدُونَ |
| دو زمانوں کا | یا تین کا | پھر | اس کے بعد | قوم | گواہی دیں گے |

بعد آنے والے دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا پھر ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے

| | | | | | |
|--------|----------------------|----------------------|--------|---------------------|-------------------|
| وَلَا | يُسْتَشْهَدُونَ | وَلَيُخَوَّنُونَ | وَلَا | يُؤْتَمَنُونَ | وَيَنْذَرُونَ |
| اور نہ | گواہی طلب کی جائے گی | اور وہ خیانت کریں گے | اور نہ | امین بنائے جائیں گے | وہ نذریں مانیں گے |

لیکن گواہی طلب نہ کی جائے گی، وہ خیانت کریں گے اور وہ امین بنانے کے قابل نہ ہوں گے

| | | | | | |
|---------------------|-----------------|---------|-----------|----------|----------|
| وَلَا يَفُونَ | وَيَظْهَرُ | فِيهِمْ | السَّمَنُ | رَوَاهُ | بُخَارِي |
| اور نہ پورا کریں گے | ظاہر ہو جائے گا | ان میں | موٹاپا | روایت کی | بخاری نے |

نذریں مانیں گے لیکن پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔

حدیث نمبر 6 اللہ تعالیٰ پر توکل

| | | | | | |
|------|--------------|-------|------------|-------------|---|
| عَنْ | أَبِي بَكْرٍ | قَالَ | قُلْتُ | لِلنَّبِيِّ | ﷺ |
| سے | ابوبکر | کہا | میں نے کہا | نبی کریم | ﷺ |

حضرت ابوبکر سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے کہا،

| | | | | | |
|-------------|----------|------------|-------------|------|----------|
| وَأَنَا فِي | الْغَارِ | لَوْ أَنَّ | أَحَدَهُمْ | إِنْ | نَظَرَ |
| اور میں | غار | اگر ان میں | سے کوئی ایک | اگر | دیکھ لیا |

اور میں غار میں تھا اگر ان میں سے ایک نے دیکھ لیا

| | | | | | |
|--------|--------------|-----------------------|--------------|-----|----------------|
| تَحْتَ | قَدَمَيْهِ | لَا بُصْرَنَا | فَقَالَ | مَا | ظَنُّكَ |
| نیچے | قدموں کی طرف | ضرور ہمیں دیکھ لیں گے | پس آپ نے کہا | کیا | تمہارا خیال ہے |

اپنے قدموں کی طرف تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لیں گے پس آپ نے کہا

| | | | | | |
|------------------|---------------|---------|--------------|--|--|
| يَا أَبَا بَكْرٍ | بِائْتَيْنِ | اللَّهُ | ثَالِثُهُمَا | | |
| اے ابوبکر | ان دو کے ساتھ | اللہ | تیسرا ہے | | |

اے ابوبکر تیرا کیا خیال ہے کہ ان دو کے تیسرا ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح:-

اس حدیث پاک میں ہجرت مدینہ کے دوران ایک اہم واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ہجرت کے وقت آنحضور اپنے گھر سے نکل کر اپنے پیارے رفیق حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لے گئے اسی رات دونوں بزرگوار مکہ سے تقریباً دس میل دور ایک غار میں پہنچ گئے۔
غار ثور میں قیام:-

جب آنحضور ﷺ اور صدیق اکبر غار ثور میں قیام پذیر تھے اسی دوران حضرت ابوبکر صدیق کو مکہ کے چند آدمی دکھائی دیے تو حضرت ابوبکر صدیق گھبرا گئے اور آپ ﷺ سے ذکر کیا

حدیث نمبر 7 چار باتوں سے پناہ مانگی

| | | | | | |
|------|-------|------------|-----------------------|--------|-------|
| عَنْ | أَبِي | هُرَيْرَةَ | رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ | قَالَ | كَانَ |
| سے | ابی | ھریرہ | رضی اللہ عنہ | فرمایا | تھے |

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے اے اللہ

| | | | | | |
|-----------------|---|---------|-------------|---------|--------------------------|
| رَسُولُ اللَّهِ | ﷺ | يَقُولُ | اَللّٰهُمَّ | اِنِّيْ | اَعُوْذُ بِكَ |
| رسول اللہ | ﷺ | فرمایا | اے اللہ | میں | میں پناہ مانگتا ہوں تیری |

میں چار باتوں سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں

| | | | | | |
|------|--------------|------|--------|---------------|--------|
| مِنْ | اَلْاَرْبَعِ | مِنْ | عِلْمٍ | لَّا يَنْفَعُ | وَمِنْ |
| سے | چار چیزوں | سے | علم | ندے فائدہ | اور سے |

اس علم سے جو فائدہ مند نہ ہو اور اس دل سے جو

| | | | | | |
|--------|---------------------|---------------|---------------|--------|---------|
| قَلْبٍ | لَّا يَخْشَعُ | وَمِنْ نَفْسٍ | لَّا تَسْبِغُ | وَمِنْ | دُعَاءٍ |
| دل | نہ کرے اختیار عاجزی | اور سے نفس | نہ ہو سیر | اور سے | دعا |

عاجزی اختیار نہ کرے اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے

| | | | | | |
|---------------|-----------|----------|---------|--|--|
| لَّا يُسْمَعُ | رواہ | ابن ماجہ | ابوداؤد | | |
| نہ سنی جائے | روایت کیا | ابن ماجہ | ابوداؤد | | |

جو نہ سنی جائے اسے روایت کیا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے

تشریح:-

حضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں مختلف مواقع پر مختلف دعائیں کیں آپ ﷺ کی بہت سی دعائیں احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں یہ دعا اپنی جامعیت کے لحاظ سے منفرد ہے۔

حدیث نمبر 8 حج نہ کرنے والوں کیلئے وعید

| | | | | | |
|------|---------|-------|--------|-----------------|-----------------------------------|
| عَنْ | عَلِيٍّ | قَالَ | قَالَ | رَسُولُ اللَّهِ | صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ |
| سے | علی | کہا | فرمایا | رسول اللہ | صلی اللہ علیہ وسلم |

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

| | | | | | |
|-------|----------|---------|---------------|----------------|--------|
| مَنْ | مَلَكَ | زَادًا | وَرَا حِلَّةً | تُبَلِّغُهُ | إِلَى |
| جن کے | آدمی/شخص | زاد راہ | اور سواری | پہنچاتی ہے اسے | کی طرف |

جس شخص کے پاس زاد راہ ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو

| | | | | | |
|----------------|----------------|----------------|------|---------|-------------|
| بَيْتِ اللَّهِ | وَلَمْ يُحِجَّ | فَلَا عَلَيْهِ | أَنْ | يَمُوتَ | يَهُودِيًّا |
| بیت اللہ | حج نہ کرے وہ | کوئی فرق نہیں | کہ | مرے | یہودی |

بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں وہ یہودی مرے

| | | | | | |
|--------------------|----------|------------------------------------|----------|----------------|----------------|
| أَوْ نَصْرَانِيًّا | وَذَلِكَ | أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى | يَقُولُ | وَلِلَّهِ | عَلَى النَّاسِ |
| یا نصرانی | اسلئے | بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ | ارشاد ہے | اور اللہ کیلئے | لوگوں پر |

یا نصرانی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کیلئے

| | | | | | |
|-----------------|------|---------------|----------|----------|-------------------|
| حِجُّ الْبَيْتِ | مَنْ | اسْتَطَاعَ | إِلَيْهِ | مَسِيلًا | رواہ ترمذی |
| بیت اللہ کا حج | جو | طاقت رکھتا ہو | اس طرف | راستے | ترمذی سے روایت ہے |

بیت اللہ کا حج فرض ہے جو بھی اس کے راستے میں قدرت رکھتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو۔ ترمذی سے روایت ہے

تشریح:-

حج:

حج کے لفظی معنی ہیں کسی کی زیارت کا ارادہ کرنا یا کہیں جانا۔ اصطلاح میں خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے جانا اور ذوالحجہ کی نو تاریخ سے بارہ تاریخ تک اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق مکہ مکرمہ

حدیث نمبر 9 حج اور عمرہ کی سعادت

| | | | | | |
|------|-----|-----------|-------|--------|-----------------|
| عَنْ | ابن | مَسْعُودٍ | قَالَ | قَالَ | رَسُولُ اللَّهِ |
| سے | ابن | مسعود | کہا | فرمایا | رسول اللہ |

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

| | | | | | |
|---|------------|-----------------|---------------|--------------|--------------|
| ﷺ | تَابِعُوا | بَيْنَ الْحَجِّ | وَالْعُمْرَةِ | فَانْتَهَمَا | يُنْقِيَانِ |
| ﷺ | لگاتار کرو | درمیان حج | اور عمرہ کو | یہ دونوں | مٹا دیتے ہیں |

فرمایا کہ حج اور عمرہ کو اکٹھا ادا کرو کیونکہ یہ دونوں تنگدستی

| | | | | | |
|-----------|--------------|--------------------------|---------|------------|-------------|
| الْفَقْرَ | وَالذُّنُوبَ | كَمَا يُنْقِي الْكَبِيرُ | خُبَثَ | الْحَدِيدِ | وَالذَّهَبِ |
| تنگدستی | گناہوں کو | ایسے مٹاتے ہیں جیسے | میل/زنگ | لوہے | سونا |

اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور

| | | | | | |
|--------------|----------|-------------|----------------|---------|--------|
| وَالْفِضَّةَ | وَلَيْسَ | لِلْحَجَّةِ | الْمَبْرُورَةِ | ثَوَابٌ | إِلَّا |
| چاندی | اور نہیں | حج | مقبول | ثواب | سوائے |

سونے چاندی کے کھوٹ کو الگ کر دیتی ہے۔ اور مقبول حج کا ثواب سوائے

| | | | | | |
|------------|----------|----------|--|--|--|
| الْحَنَّةَ | رواہ | ترمذی | | | |
| جنت | روایت ہے | ترمذی سے | | | |

جنت کے اور کچھ نہیں اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:-

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے تمام دنیا کو اسلامی برادری میں منسلک کرنا چاہتا ہے اسلام کی تمام عبادات میں اجتماعیت کی تعلیم نمایاں نظر آتی ہے گھر پر نماز پڑھنے کی بجائے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ستر گنا ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ بغیر عذر کے نماز گھر پر یا بغیر جماعت کے ہوتی ہی نہیں اس طرح جمعہ کی نماز اور پھر عیدین کی نمازیں اور اسی طرح تمام عالم اسلام حج

حدیث نمبر 10 رمضان کی فضیلت

| | | | | | |
|------|-------|------------|-------|--------|-----------------|
| عَنْ | أَبِي | هُرَيْرَةَ | قَالَ | قَالَ | رَسُولُ اللَّهِ |
| سے | ابو | ھریرہ | کہا | فرمایا | رسول اللہ |

حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

| | | | | | |
|--------------------|-------|--------|-----------|-------------------|-----------|
| عَلَيْهِ | إِذَا | دَخَلَ | رَمَضَانُ | فُتِحَتْ | أَبْوَابُ |
| صلی اللہ علیہ وسلم | جب | اتا ہے | رمضان | کھول دیے جاتے ہیں | دروازے |

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں

| | | | | | |
|------------|---------------------|-----------|-----------|-------------------|---------------|
| الْحَنَّةِ | وَعُلِقَتْ | أَبْوَابُ | جَهَنَّمَ | وَسُلِّسَتْ | الشَّيَاطِينُ |
| جنت | بند کر دیے جاتے ہیں | دروازے | جہنم | اور جکڑے جاتے ہیں | شیاطین |

اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیے جاتے ہیں

| | | | | | |
|---------|-----------|-----------|-------------|--|--|
| وَفِي | رِوَايَةٍ | أَبْوَابُ | الرَّحْمَةِ | | |
| اور میں | روایت ہے | ابواب | رحمت | | |

ایک روایت میں ابواب رحمت کا لفظ ہے روایت کیا بخاری اور مسلم نے تشریح:-

اس حدیث پاک میں روزہ کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے اسلامی عبادات میں روزہ ایک نہایت اہم رکن ہے اسلامی عبادات کا مقصد اور غرض و غایت انسانی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی تربیت کرنا ہے ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کا سبب ہے بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

"رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے"

اہمیت و فرضیت:-

روزہ ایک قدیم عبادت ہے اور یہ صرف امت محمدیہ پر ہی فرض نہیں بلکہ سابقہ امتیں

نبی اکرم ﷺ بحیثیت رہبر انسانیت

(THE HOLY PROPHET AS A GUIDE)

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے تقریباً سو اлаکھ نبی اور رسول بھیجے اور ان پر الہامی کتب اور صحائف نازل فرمائے تاکہ تمام انسان ہدایت اور عدل و انصاف کے مطابق زندگی بسر کریں۔ حضور ﷺ کے زمانے سے پہلے ہر نبی یا رسول کسی خاص قوم یا علاقے کے لیے تشریف لاتے تھے کیونکہ اس زمانے میں زندگی بہت سادہ اور محدود تھی، چنانچہ جب انسان عقل و شعور اور فہم و بصیرت کی منزلیں طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے آخری اور مکمل پیغام کو سمجھنے اور محفوظ کرنے کے قابل ہوا تو خالق ارض و سما نے حضور ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے رہبر کامل اور ہادی عالم بنا کر بھیجا۔

نبی اکرم ﷺ بطور رہبر انسانیت:

نبی اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کرام خاص وقت، محدود علاقے اور مخصوص قوم کی ہدایت کے لیے تشریف لاتے۔ چنانچہ ان کی تعلیمات بھی قومی، علاقائی اور مقامی ہوا کرتی تھیں لیکن حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کی طرف مبعوث فرمایا۔ چند قرآنی آیات ملاحظہ ہوں:

(1) قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّى رَسُوْلُ اللّٰهِ الْبَاقِيَةُ جَمِيْعًا (سورة الاعراف: 158)

”اے نبی ﷺ) فرمادیتے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔“

(2) وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّاَوْذِيْرًا (سبا: 28)

”اے نبی! اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کیلئے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

(3) وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: 107)

”اے نبی! اور ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔“

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ قیامت تک تمام انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے اس عظیم الشان منصب اور فریضہ کے عین مطابق

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم و مزی:

(HOLY PROPHET AS AN EDUCATIONIST & PURIFIER)

غار حرا میں روشنی کی پہلی کرن داخل ہوئی تو اقراء (پڑھیے) کا پیغام لیکر آئی۔ تعلیم و قلم کا احسان یاد دلایا اور تمام علوم کا رشتہ خالق کائنات سے جوڑا۔ معلم اُمی نے جو صحیفہ کائنات انسانیت کو عطا کیا وہ علم و حکمت کا بحر بیکراں ہے اور اس کا 1/3 حصہ مطالعہ کائنات، تفکر و تدبر، عقل و ادراک، شعور و آگہی، فہم و بصیرت، فراست و ذہانت، علوم و فنون کے مشاہدات و تجربات کی عظمت اور ضرورت و اہمیت پر مشتمل ہے جو تا قیامت انسانیت کے لئے فرائض انجام دیتا رہے گا۔

علم کا سنگ بنیاد:

(FOUNDATION STONE OF KNOWLEDGE)

پہلی اور دوسری وحی کو بجا طور پر علم کا سنگ بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے جن کے الفاظ میں ”پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پڑھ اپنے رب مکرم کے نام سے جس نے بذریعہ قلم انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔“ دوسری وحی میں ارشاد ہے! ”قسم ہے قلم کی اور لکھنے والوں کی کہ آپ مجنوں نہیں۔“

نبی معلم سے قبل علوم و فنون پر ایک مخصوص گروہ کا حق سمجھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ موجودہ دور میں امریکہ جیسے ”مہذب“ ملک میں 1834ء میں پاس ہونے والے قانون کے مطابق تعلیم صرف سفید فام افراد کے لئے ہے۔ سیاہ فام باشندوں کو تعلیم دینا قانونی جرم ہے جس کی سزا 100 ڈالر اور چھ ماہ قید ہے۔ جبکہ سیاہ فام کے لئے حصول تعلیم جرم ہے جس کی سزا 50 کوڑے اور 50 ڈالر جرمانہ ہے۔ لیکن یہ معلم انسانیت کی تعلیم ہی حیرت انگیز تاریخی اعجاز ہے کہ علم و تہذیب سے نا آشنا قوم کو صحرائی کلاس روم میں تعلیم دی اور اس نے تفکر و تدبر کی کنجیوں سے علوم و فنون کے تمام خزانے بنی نوع انسان کے لئے کھول دیے۔

حضور ﷺ کے فرائض منصبی: (DUTIES OF THE PROPHET (PBUH))

قرآن پاک میں حضور ﷺ کے فرائض نبوت چار مقامات پر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

حضور اکرم ﷺ بحیثیت داعی (دعوت، اسلوب، اوصاف، تربیت)

(THE HOLY PROPHET PBUH AS PREACHER)
(INVITATION, CHARACTERISTICS, QUALITIES, TRAINING)
تبلیغ کا معنی و مفہوم: (MEANING & DEFINITION OF PREACH)

تبلیغ کے لفظی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اس کی اچھائی اور خوبی دوسرے لوگوں، دوسری قوموں اور ملکوں تک پہنچائیں اور انہیں اسکے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ قرآن پاک میں تبلیغ کے ہم معنی چند اور الفاظ بھی ہیں۔ دعوت (بلانا، پکارنا) اور تذکیر (یاد دلانا نصیحت کرنا) وغیرہ۔ تبلیغ کا مفہوم لفظ رسول میں بھی موجود ہے۔ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا۔ پیغام لے جانے والا اور اس کا اصلی فریضہ یہ ہے کہ وہ اس پیغام کو پہنچا دے، اسی پہنچا دینے کا نام ہے ”تبلیغ“۔ قرآن پاک نے حضور ﷺ کے فریضہ تبلیغ کے بارے میں یہ فرمایا:

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ (النور: 54)

”رسول کی ذمہ داری صرف اسی قدر ہے کہ وضاحت کے ساتھ پہنچا دے۔“

تبلیغ کی اہمیت: (IMPORTANCE OF PREACHING)

تبلیغ کسی فرد اور قوم کیلئے زندگی کی علامت ہے۔ اس کے ذریعے دوسروں تک اپنے خیالات پہنچائے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے کوئی مذہب ایسا نہیں تھا جسے باقاعدہ تبلیغی مذہب کہہ سکیں۔ حضور ﷺ نے اولین طور پر یہ کام کیا کہ دنیا کی اقوام کو برابری اور مساوات کا درس دیا اور خدا کے پیغام کی دعوت کا سب کو یکساں ذمہ دار قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی تبلیغ کے لئے کوئی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ دنیا کی ہر قوم ہر زبان اور ہر گوشے میں صدائے الہی کا پہنچانا فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ کی اس حیثیت کو قرآن مجید کی درج ذیل آیات واضح کرتی ہیں:

بچوں کے حقوق (RIGHTS OF CHILDREN)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اولاد یعنی بچے اور بچیاں اللہ کی طرف سے نعمت ہے۔ بچے ہی کسی قوم کا مستقبل اور تمناؤں کا مرکز ہوتے ہیں۔ آج کا بچہ کل کا باپ اور آج کی بچی کل کی ماں ہے یوں ماں اور باپ زندگی کی گاڑی کے دو پیسے ہیں۔ ان کی زیر کفالت وزیر تربیت بچوں نے ملک و قوم کا بوجھ سنبھالنا ہوتا ہے اور ماں باپ کی ہر قسم کی چھوڑی ہوئی دولت چاہے مادی ہو یا روحانی کا مالک اور وارث ہوتا ہے۔

انبیاء کرام کی تعلیمات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اولاد یعنی اولاد صالحہ کی دعا مانگی چاہیے جس طرح حضرت زکریا نے دعا کی۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً

”اے میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاک باز اولاد عطا فرما۔ (آل عمران۔ 38)“
بچے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ماں باپ کیلئے خوبصورت پھول ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امام حسینؑ کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا۔ ”یہ بچے تو خدا کے باغ کے پھول ہیں۔“
ایک دانا کا قول ہے:

”دنیا میں کوئی چیز بچے کی مسکراہٹ سے زیادہ خوبصورت نہیں۔“

اسلام میں بچوں کے حقوق:

(RIGHTS OF CHILDREN IN ISLAM)

اسلام سے پہلے عربوں کے ہاں اس سنگدلی کا مظاہرہ کیا جاتا تھا کہ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ لڑکیاں بڑی ہو کر کسی مرد کی ازدواجی زندگی کا حصہ بنیں گی۔ اس بات کو وہ اپنے لیے باعث عار سمجھتے تھے ان کی ناپسندیدگی کو قرآن نے اس انداز سے بیان فرمایا:

وَلَا تَبْشِرُوا أَحَدُكُمْ بِالْأُنْثَىٰ ذَلَّٰلًا وَجْهًا مُّسَوِّدًا وَهُوَ كَظِيمٌ

”جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی تو ان کے چہرے پر سیاہی چھا جاتی تھی اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا تھا۔“ (النحل: 58)

مستضعفین کے حقوق

(RIGHT OF WEAK, OLD, DEJECTED & NEEDY PERSONS)

”مستضعفین“ سے مراد وہ لوگ ہیں جو نہایت کمزور، ناتواں اور دوسروں کی امداد کے

منتظر اور طلب گار ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَاءِ وَالْوُلْدَانِ

”آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان سے بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی

خاطر نہ لڑو جو کمزور یا کردبا لیے گئے ہیں۔“ (النساء-75)

مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ اشارہ ان مظلوم بچوں، عورتوں اور مردوں کی طرف سے ہے جو مکہ میں اور عرب کے دوسرے قبائل میں اسلام قبول کر چکے تھے، وہ نہ اپنے آپ ظلم سے بچا سکتے تھے بلکہ تختہ مشق بنائے جا رہے ہیں اور دعائیں مانگتے تھے کہ کوئی انہیں ظلم سے نجات دلائے۔

اسلام ہر مظلوم، کمزور اور بے بس کی حمایت کرتا ہے اسلام نے اپنی تعلیمات میں کہیں بھی ظالم طبقہ کی وکالت نہیں کی چاہے وہ معاشرے کے کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

قرآن مجید کی روشنی میں مستضعفین کے حقوق:

(IN THE LIGHT OF THE HOLY QURAN)

1۔ بوڑھے والدین: (OLD PARENTS)

قرآن مجید نے والدین کی خدمت اور اطاعت پر بہت زور دیا ہے اور نبی ﷺ نے ان کی رضا کو رب کی رضا قرار دیا ہے لیکن والدین کی زندگی میں ایسا مرحلہ بھی آتا ہے جب وہ بڑھاپے کی وجہ سے مزید اولاد کی توجہ کا محتاج ہوتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يَبُلُغْنَ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آيَاتٍ وَلَا تَنْهَرُهُمَا
”جب تیرے سامنے تیرے والدین میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ

اقلیتوں کے حقوق

اقلیت کا مفہوم:

عام طور پر خیال جاتا ہے کہ جو لوگ عددی لحاظ سے کسی معاشرے میں کم ہوں وہ اقلیت ہیں تاہم اسلام میں اقلیت کا مفہوم مختلف ہے۔ اسلام کے نزدیک وہ تمام غیر مسلم جو کسی معاہدے کے تحت اسلامی ریاست میں رہائش اختیار کریں وہ اقلیت ہیں لیکن اسلام ان کے لئے ذمی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔

ذمہ کے لغوی معنی:

ذمہ کے لغوی معنی ہیں عہد و پیمان اور امان کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا کو اسلامی اصطلاح میں ذمی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جو اسلامی حکومت اپنی غیر مسلم رعایا کی جان و مال، عزت، حرمت کے سلسلے میں اپنے اوپر لیتی ہے۔ گویا یہ وہ لوگ ہیں جن کے جان و مال اور عزت و آبرو اور شہری حقوق کی حفاظت کا اسلامی حکومت نے ذمہ لیا۔

آپؐ کا فرمان ہے:-

- (1) جس نے عہدوائے کو بغیر کسی وجہ کے مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیگا۔
- (2) آنحضورؐ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ذمی شخص کو قتل کیا تو آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا

اور فرمایا کہ

”اپنے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار میں ہوں۔“

ذمیوں کے حقوق مندرجہ ذیل ہیں:-

(1) حفاظت جان:

ذمی کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کیا تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا

”اپنے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔“

جنگی قیدیوں کے حقوق

اسلام دین رحمت ہے اور آنحضرت ﷺ رحمت اللعالمین ہیں ہر مجبور اور بے کس آدمی کو سکون و راحت پہنچانا آپ ﷺ کی نبوت کا خاصہ ہے آپ ﷺ نے جنگی قیدیوں اور بے بس لوگوں کے حقوق کا تعین فرمایا ہے زمانہ قدیم میں دستور تھا کہ قیدیوں کو تھکڑی اور بیڑیاں لگا کر روزانہ باہر نکالا جاتا تھا وہ سڑکوں اور محلوں میں بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے تھے لیکن اسلامی حکومت نے یہ طریقہ بند کیا۔ (کتاب الخراج۔ امام یوسف ص: 150)

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝

”اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔“

آنحضور ﷺ نے جنگی قیدیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اصلاحات کا حکم دیا ہے ”سورۃ محمد“ میں بھی ان کے متعلق احکام نازل کیے گئے ہیں قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا کہ: (جنگی قیدیوں کو قید کرنے کے بعد اختیار دیا ہے کہ احسان کرتے ہوئے انہیں آزاد کر دیا جائے یا فدیہ دے کر انہیں آزادی دی جائے) اس سے عام قانون سے یہ نکلتا ہے کہ جنگی قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔

(حضرت عبداللہ ابن عمرؓ حسن بصریؒ اس عموم کو لیتے ہیں کہ آدمی کو قتل لڑائی کی حالت میں کیا جاسکتا ہے جب لڑائی ختم ہوگئی ہو اور قیدی اسلامی فوج کے قبضے میں آئے ہو انہیں قتل کرنا حرام ہے۔)

صحابہ کرامؓ یوسف نے جنگی قیدیوں میں سے ایک قیدی کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے انہوں نے یہ حکم کر دیا اور فرمایا